© rasailojaraid.com

پرست پیدا کرنا ہے اس بنا پر جو لوگ یہاں سے پیدا ہوتے ہیں وہ درویشی جلیبسھم کا مصداق ہوتے ہیں وہ ہر ایک کے لئے خواہ اپنے ہوں یا بیگانے۔ ملکی ہوں یا غیر ملکی رحمت ہوتے ہیں۔ فقر و درویشی ان کا شعار ہے سادہ زندگی اور قناعت ان کا شیوہ ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ ان کا مقصد ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی جو انسانی سعادت و شرف کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ترویج و اشاعت اور اس کا استحکام و ترقی ہے۔

گذشتہ ماہ جولائی کی ۱۳ تاریخ کو صدر جمہوریۂ ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ یہاں موصوف نے مدرسہ کی عمارتیں دیکھیں۔ کتب خانہ کے نوادر ملاحظہ فرمائے۔ سپاسنامہ قبول فرمایا۔ آزادیٔ وطن کی راہ میں علمائے دیوبند کی قربانیوں کی داستان سنی۔ اساتذہ اور طلبار کا سادہ طرزِ معاشرت بچشم خود دیکھا۔ عصرانہ میں شرکت کی اور پھر اپنی تقریر دل پذیر میں مدرسہ کی نسبت اپنے جذبات و احساسات بیان فرمائے، یہ سب کچھ تو ہوا۔ لیکن معلوم نہیں صدر جمہوریہ نے دارالعلوم کے کسی ایک مردِ مومن کا سینہ کھول کر ایمان و یقین کی اس حرارت و گرمی کو بھی محسوس کیا جس کا براہِ راست تعلق مدینہ کی جلوہ گاہِ قدس سے ہو۔ کہ دراصل دارالعلوم میں موصوف نے جو کچھ ملاحظہ فرمایا وہ صرف اس کا قالب اور ظاہر ہے روح در حقیقت یہی ہے۔ صدر جمہوریہ خود بڑے پکے مذہبی انسان ہیں اگر وہ دارالعلوم کی اس روح کو دیکھ سکتے تو بے شبہ جتنے وہ متاثر ہوئے اُس سے زیادہ ہوتے اور دارالعلوم کو اپنے ملک کے لئے قدرت کا سب سے بہتر عطیہ تصور کرتے۔

افسوس ہے پچھلے دنوں مولانا آزاد سبحانی کا ۷۵ برس کی عمر میں گورکھپور میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم کا اصل نام عبدالقادر اور وطن سکندرپور ضلع بلیا تھا۔ ادھر ایک مدت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ورنہ تحریکِ خلافت کے زمانہ میں پورے ہندوستان میں ان کی شہرت کا طوطی بولتا تھا۔ فلسفہ و الٰہیات کے فاضل تھے۔ خطابت و تقریر میں بعض حیثیتوں سے اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ شاعر بھی تھے۔ مرحوم کی ایک غزل بچپن میں کبھی پڑھی تھی جواب تک یاد ہے

پیام آیا ہے پیمانِ جفا کا
نتیجہ کھل گیا جوشِ وفا کا

نکل آؤ ذرا پردہ سے باہر
عقیدہ مٹ رہا ہے اب خدا کا

مزاجِ لا اُبالی اور جوانی
خدا حافظ ہے ناموسِ حیا کا

خدا پر چھوڑ دو انجامِ کشتی
قدم کیوں درمیاں ہو ناخدا کا

حدیثِ ضبطِ پروانہ ہے بے وقت
زمانہ ہے فغانِ برملا کا

ترا آزاد پھر پابندِ غم ہے
وہ پھر محتاج ہے لطف و عطا کا

لیکن افسوس ہے اپنی صلاحیتوں اور کمالات سے اسلام اور مسلمانوں کو جو فائدہ پہنچا سکتے تھے اپنی طبیعت کے عدم استقلال اور تلون کی وجہ سے نہ پہنچا سکے۔ بحیثیت مجموعی بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

مولانا سید بدرالدین صاحب علوی نے جو عربی زبان و ادب کے نامور فاضل اور محقق ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے چہل سالہ تعلق سے سبکدوش ہونے کے بعد ایک اعلان کیا وعدہ فرمایا ہے کہ عربی زبان و ادب کے کسی ایک موضوع سے متعلق جو صاحب تحقیقاتی کام کرنا چاہیں۔ مولانا بڑی خوشی سے بغیر معاوضہ کے اُس کام کی نگرانی اور اُس میں راہنمائی کرنے کے لئے آمادہ ہیں اس سلسلہ میں ریسرچ کے موضوع کا انتخاب خود مولانا کریں گے اور تکمیل کے بعد اپنے حلقۂ اثر میں اُس کی طباعت اور اشاعت کا بھی بندوبست فرمائیں گے ارباب ذوق کے لئے مولانا کا یہ اعلان بڑا حوصلہ افزا اور مایۂ مسرت ہے۔ خط و کتابت کے لئے مولانا کا پتہ یہ ہے:۔

بجھہ ہاؤس۔ کیلانگر۔ علی گڈھ

© rasailojaraid.com